غزل

جناب سعادت نظیر

ہے کہاں سنگِ در؟ نہیں معلوم — شوق کی رہ گزر نہیں معلوم
دل وہ لیں یا گھر، نہیں معلوم — انتخابِ نظر نہیں معلوم
آئے کب نامہ بر؟ نہیں معلوم — لائے گا کیا خبر؟ نہیں معلوم
اب مرے دل پہ کیا گزرتی ہے؟ — تجھ کو، اے فتنہ گر، نہیں معلوم
اُن سے جب ظلم کا سبب پوچھا — بولے مُنہ پھیر کر، نہیں معلوم
شام ہی سے ہے دَم لبوں پہ مرا — کیا کرے گی سحر؟ نہیں معلوم
تیری منزل پہ کیا وہ پہنچیں گے — جن کو رازِ سفر نہیں معلوم
جلوۂ حسن ہر طرف ہے مگر — کون ہے جلوہ گر؟ نہیں معلوم
دل کی بستی اُجڑتی جاتی ہے — لگی کِس کی نظر؟ نہیں معلوم
جو ستم خود ہے مبتدائے کرم — اُس ستم کی خبر نہیں معلوم
الاماں! اے درازیِ شبِ ہجر — ہوگی کب تک سحر؟ نہیں معلوم

راہ بر میری بے خودی ہے نظیرؔ
جا رہا ہوں کدھر؟ نہیں معلوم